۱۹۵۵ / سلسلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسانیت کے زوال کا سبب
علم سے اللہ کے نام کا جدا ہونا

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

حضرت مولانا مدظلہ نے "انسٹیٹوٹ آف انٹگرل ٹکنالوجی جس کی بنیاد حضرت مولانا مدظلہ ہی کے ہاتھوں ۱۹۹۳ء میں رکھی گئی تھی اس کی نئی بلڈنگ میں کمپیوٹر سنٹر کا افتتاح کرتے ہوئے یہ تقریر فرمائی اس تقریب افتتاح کے موقع پر مہتمم صاحب دارالعلوم ندوۃ العلما مولانا سید محمود رابع صاحب ندوی مولانا سعیدالرحمن صاحب صدر شعبہ عربی ، کرنل محسن شمسی ، ڈاکٹر مسعود صاحب عثمانی ، ڈاکٹر نعیم انصاری کے علاوہ دیگر معززین شہر موجود تھے ، موضوع کی مناسبت سے تقریر بڑی اہمیت کی حامل ہے ، افادہ عام کی غرض سے ہم اسے ھدیہ ناظرین کر رہے ہیں ، امید ہے کہ ہماری یونیورسٹیوں اور کالجوں کے ذمہ دار حضرات بھی اس کو غور سے پڑھیں گے اور دیگر تنظیموں کے ذمہ دار اور کارکن بھی ، جناب سید نسیم اختر صاحب قابل مبارکباد ہیں کہ انھوں نے ایسا اہم ادارہ قائم کیا۔

(ادارہ تعمیر حیات لکھنؤ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات! میرے لیے یہ خوشگوار اور مسرت بخش انکشاف ہوا کہ میں اس موقع پر آج یہاں حاضر ہوا۔ مجھے بتایا گیا کہ اس گنہگار کے ہاتھوں سے جس عمارت کی بنیاد رکھی گئی تھی مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اس کے بعد یہ بنیاد اتنی بلند ہو گی اور ایسی وسیع ہو گی جو اس وقت ہمارے اور آپ کے سامنے ہے، اس وقت میں اپنے عزیز رفقاء اور ساتھیوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔

بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ اس میں جو روح کام کر رہی ہے وہ حقیقت پسندی، تعمیری ذہن اور ملی تقاضوں کو پورا کرنے کا جذبہ ہے، علوم کے پیدا ہونے اور پھیلنے اور ترقی اور پھلنے پھولنے کے باوجود اس وقت ساری دنیا خطرہ سے دوچار ہے اور وہ خطرہ ایسا ہے کہ جس طرح سے تلوار لٹک رہی ہو کسی کے سر پر عالم انسانی پر آج ساری مالی ترقیات اور جدید ترین انکشافات کے باوجود پوری انسانیت جو خطرہ میں ہے اس کا راز یہ ہے کہ خدا نے علم کو اسم کے ساتھ جوڑا تھا، خدا کے آخری نبی خاتم النبیین سید المرسلین حضرت محمد مصطفے ﷺ پر پہلی آیت جو نازل ہوئی وہ اپنے اندر تفکر، تدبر بصیرت دانش ذہانت اور عظیم ترین صلاحیت رکھتی ہے دنیا کے اخلاقی احساس کا، خدا نے علم کو اسم کے ساتھ

جوڑا تھا، اور خدا نے جو پہلی آیت نازل کی تھی وہ یہ ہے **اقرا باسم ربک الذی خلق** اس میں سمجھنے، سوچنے، اور بصیرت کا بہت بڑا سامان ہے، خدا نے انسانوں کو یہ سہولت عطا کی اور یہ طریقہ عطا کیا کہ وہ اپنی زندگی کی فکر کریں اپنے اہل وعیال کی فکر کریں اپنے ماحول کی فکر کریں اور یہ سب اس کی مربوبیت کے سایہ میں ہو وہ رب العالمین ہے اس پر یقین کرنا چاہیئے، اور اسکا اثر ہم پر ہونا چاہیئے، لوگوں کی آسائش کا لوگوں کے امن وامان کے ساتھ رہنے کا زندگی سے لطف اٹھانے کا ان کو موقع دینا چاہیئے۔ پہلی جو آیت نازل ہوئی نبی امی بلاد امی اور عالم امی میں وہ حکام کے یہاں ڈھونڈھنے سے نہ ملے گی۔

اور نبی سے صاف صاف کہا گیا کہ کبھی آپ نے نہ پڑھا اور کبھی آپ نے نہ لکھا، اور کہا گیا کہ پڑھو۔ **اقرا** اب جو امت پیدا ہو گی وہ قرات والی امت ہو گی اور اس کا رشتہ علم کے دامن سے باندھ دیا جائے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی رہنمائی بھی کی جا رہی ہے جس کو اکثر قوموں نے نظر انداز کیا اور ترقی یافتہ مغرب میں جب سے وہاں بیداری شروع ہوئی، **اقرا** پڑھو لیکن صرف پڑھنا کام نہیں آئے گا، بلکہ وہ علم بہت تخریبی بن جائے گا وہ تخریبی ذہن پیدا کرے گا۔ اور انسانوں میں خود پرستی پیدا کرے

گا، دوست پرستی پیدا کرے گا۔ اور شہوانیت کی طرف لے جائے گا۔ اقرا پڑھو لیکن خالی اقرا، پڑھنا کام نہیں آئے گا، **اقرا باء سم ربک الذی خلق** اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ پڑھو دنیا میں اب اگر تاریخ منصفانہ طریقہ پر حقیقت پسندانہ طریقہ پر لکھی جائے اور دیکھا جائے کہ دنیا میں انسانیت کا زوال کب سے شروع ہوا تو یہ عنوان قرار دینا ہو گا جب سے علم اور اسم کا رشتہ ٹوٹا جب علم اسم سے آزاد ہوا، اور انسان نے اسم کو بھلاتے ہوئے فراموش کرتے ہوئے انکار کرتے ہوئے بلکہ بغاوت کرتے ہوئے کہ اس کائنات کا کوئی خالق نہیں ہے اگر اس کائنات کا کوئی خالق ہے بھی تو اس کا مالک نہیں اور وہ اس کا منتظم نہیں ہے وہ کریٹر ہے ایڈمنسٹریٹر نہیں ہے کہ یہ تاج محل ہے، دنیا کا شاہجہاں بنا کر رخصت ہوا اور جو انتظامی ڈھانچہ ہے اس کے رحم وکرم پر ہے وہ جو چاہے سلوک کرے وہ کچھ نہیں کہہ سکتا یہ دنیا تاج محل نہیں ہے قطب مینار نہیں ہے بلکہ یہ خدا کا بنایا ہوا کارخانہ ہے وہ تنہا چلا رہا ہے اسی کا کام ہے **الا لہ الخلق والامر** حکم دینا اور چلانا اس وقت ضرورت تھی کہ ہماری اس طرح کے ادارے سائینٹیفک ادارے ٹکنالوجی کے ادارے، ، ایجوکیشن کے ادارے ، انجینئرنگ کے ادارے اسی اسم کے ساتھ وابستہ ہوں اور یہ کام وہی جماعت

کر سکتی ہے جس کی بنیاد ہی اس صفت پر پڑی اس کی زندگی اس کی تاریخ ہی سے شروع ہوئی اور امت مسلمہ پیدا ہوئی۔ وحی آسمانی سے اور نبی امی کی رہبری سے اور اس کے پیغام سے اور اور اسی سے امت کی تاریخ شروع ہوئی ہے اور اس کے مذہب کی بنیاد اس پر رکھی گئی ہے کہ علم کو اسم سے برابر جوڑے رہیں، آج یورپ وامریکہ میں جو سانحہ اور المیہ پیش آیا وہ انسانی المیہ ہے کہ اسوقت ان کے ہاتھ میں باگ ڈور ہے دنیا کی وہ اس کی قیادت کر رہے ہیں فکری قیادت کر رہے ہیں اور علمی قیادت کر رہے ہیں سائنسی اور انتظامی قیادت کر رہے ہیں انھوں نے علم کا رشتہ اسم سے توڑ دیا ہے، یہ وہ حقیقت ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے، ضرورت اس کی تھی کہ علم کو اسم کے ساتھ لے کر چلا جائے علم اسم کی رہنمائی میں اسم کے سایہ میں اس کی سرپرستی میں آگے بڑھے اور اسم کی برکت بھی اس کے ساتھ ہو، تب جا کر ہماری ٹکنالوجی اور سائنس کی جتنی ہماری شاخیں ہیں اور جتنے تعمیری کام ہیں اور تعمیری ادارے ہیں اور ہماری دانش گاہیں ہیں ہمارے تحقیق کے مراکز ہیں وہ سب اسی وقت مفید ہو سکتے ہیں کہ جب اسم کے سایہ میں ہوں اور وہ اسم کو نہ بھولیں، اور نہ بھولنے دیں، خدا کا شکر ہے کہ اس راستے میں مقامی طور پر یہ ایک قدم اٹھایا گیا

ہے لیکن یہ بہت مبارک قدم ہے، میں اپنے عزیزوں و رفیقوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ یہ قدم اٹھایا اور الحمدللہ ترقی کے آثار ہمارے سامنے ہیں میں آپ کے سامنے موقع سے فائدہ اٹھا کر اتنا عرض کروں گا، کہ میں علامہ اقبال کے شعر کا پہلا مصرعہ نہیں بلکہ دوسرا مصرعہ پڑھوں۔

مجھے ہے حکم اذاں لاالہ الا اللہ

حضرات ! مجھے عزت بخشی گئی کہ میں کمپیوٹر کے سیکشن کا افتتاح کروں۔ میں آپ کے سامنے اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ مجھے اس سے پہلے کمپیوٹر کا کوئی تجربہ نہیں تھا میں لکھنے پڑھنے والا آدمی ہوں کتابوں اور قلم سے تعلق ہے میں نے جب انگلی رکھی تو فورا کچھ نقوش سامنے آگئے اسوقت میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اللہ تعالی نے انسان کو درحقیقت اور خاص طور سے مسلمانوں کو کمپیوٹر ہی بنایا تھا اس میں وہ سب چیزیں موجود تھیں لیکن اس کی ضرورت تھی کہ انگلی رکھی جائے اور وہ چیزیں ابھر آئیں اور وہ سامنے آجائیں۔ وہ انگلی پیغمبر کی انگلی ہے اپنے زمانے میں اور متبعین پیغمبر کا نبی کے پیغام کو پہچانے والوں کی انگلی اپنے اپنے زمانے میں اور زمانے کے تقاضے کی انگلی جو قوم وملت کی ضرورت کی انگلی ہے وہ بھی انگلی ہے اور وہ ایسی انگلی ہے جس نے

قوم کو رخ دیا ہے اور قوموں کو منزل تک پہنچایا ہے وہ انگلی رکھی جائے اور نقوش ابھر کر سامنے آجائیں ۔ افسوس ہے کہ آج انسان تو انسان خود مسلمان کمپیوٹر نہیں رہا، اس مسلمان میں اس کی صلاحیت باقی نہیں رہی اور اس کے اندر اس کا شعور بھی باقی نہ رہا کہ ہم کس چیز پر مامور ہیں ، ہمیں کیا چیز پلادی گئی ہے ہمارے اندر کیا چیز سرایت کر گئی ہے، ہمارے اندر وہ اتاری دی گئی ہے وہ ہمارے دماغ اور ہمارے ذہن کا ایک جز بن گئی ہے ، عقیدہ تو عقیدہ ہمارے فہم کا ایک جز بن گئی ہے ، جب اس پر اشارہ کیا جائے، جب اس کی تحریک پیدا ہو ہمیں اپنے اندر کے خزانے کو فورا باہر لانا چاہیئے ۔ آج جو کام کمپیوٹر کر رہا ہے یہ کام مسلمانوں کو کرنا چاہیئے تھا۔ کہ جس وقت امر الٰہی ہو اور جس وقت شرعی حکم سنایا جائے اور جس وقت ملت کی ضرورت کا اظہار کیا جائے اور جس کو ملت خود پکارے اور ہمیں جیسا کہ بعض عزیزوں ورفیقوں نے اس کا اظہار کیا اپنی تقریروں میں یا جس کی ملت خود ضرورت پیش کر رہی ہے اور فریاد کر ہی ہے لیکن افسوس ہے کہ وہ انگلی نہیں اٹھتی جو کمپیوٹر پر لگے ، اور اگر وہ انگلی نہیں اٹھتی تو وہ کمپیوٹر کام نہیں کر رہا ہے اور وہ چیز وہاں سے نہیں نکلتی ہے جس کی آج ضرورت ہے اور اس طرح کے ادارے جیسے کہ یہ ادارہ

ہے اور یہ ادارہ جس شعور کے ساتھ اور اس عہد معائدہ کے ساتھ اور عزم وارادے کے ساتھ اور اس فیصلہ واعلان کے ساتھ یہ ادارے قائم ہوں کہ ہم صرف فن نہیں سکھائیں گے۔ خدا شناسی بھی سکھائیں گے اور جو ہم علم دیں گے خدا کی معرفت اور اس کے وجود کے اقرار کے ساتھ اس کے خالق کائنات اور قادر مطلق ہونے اور اسی کو راضی کرنے کا سب سے ضروری کام سمجنا اور اس کے پیغمبروں کے پیغام کے احترام نہیں بلکہ اس پر عمل کرنے کی روشنی میں اس کو جوڑ کر وہ علم دیں گے، آج دنیا میں اسی چیز کی کمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج امریکہ میں اور یورپ کے بعض دیگر ملکوں میں سارے وسائل ہونے کے باوجود مقصد حاصل نہیں ہو رہا ہے، انسانوں کی خدمت نہیں ہو رہی ہے اور وہ حفاظت کا سامان نہیں ہے بلکہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔

میں نے واشنگٹن میں ایک تقریر میں کہا تھا، میں پہلے سے تیار نہ تھا۔ اور وہاں برابر دورے ہو رہے تھے۔ یونیورسٹیوں میں تو میں نے سوچا کہ قاری صاحب جب آیتیں پڑھیں گے اس دن اسلامی سنٹر میں میری تقریر تھی واشنگٹن ڈی سی میں تو میں نے کہا کہ قاری صاحب کی تلاوت سے مضمون حاصل کروں گا اور پیش کروں گا قاری صاحب نے سورہ کہف کی آیت پڑھی جس میں

ایک باغ والے سے ایک ساتھی نے کہا۔

ولولا اذ دخلت جنتک قلت ماشاء اللّٰہ لا قوۃ الا باللّٰہ۔

اس نے کہا تھا یہ میرا باغ ہے اور ہمیشہ رہے گا، اور بڑے فخر سے کہا تھا اور بڑا غرور کیا تھا تو اس کے مومن صاحب ایمان دوست نے کہا کہ میرے بھائی بہتر تو یہ ہوتا کہ جب تم اپنے باغ میں داخل ہوتے تو یہ کہتے۔ **ماشاء اللّٰہ لا قوہ الا باللّٰہ** ۔ جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے سب اللہ کا دیا ہوا ہے، میں نے کہا امریکہ میں سب کچھ ہے لیکن ماشاء اللہ یاد دلانے والا نہیں ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے آج امریکہ سب کچھ کرتا ہے ، احسان بھی کرتا ہے لیکن اس کا شکرانہ نہیں ادا ہوتا اور اس کا جواب نہیں ملتا۔ اور پھر وہ نتائج نہیں ظاہر ہو رہے ہیں جو دنیا کے امن وامان کی شکل میں رفاہ عام کی شکل میں اور ایک دوسرے پر اعتماد اور عزت کرنے کی شکل میں ہونا چاہیئے اس لیے کہ اس کے ساتھ خلوص نہیں ہے اس میں ایمان کی وہ چنگاری نہیں ہے وہ ایمان کا محرک نہیں ہے۔

ہم نے کہا آج امریکہ میں سب نعمتیں موجود ہیں اور ہر طرح کی راحت کے سامان موجود ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ راحت حاصل نہیں جو ہونی چاہیئے۔ اس لیے کہ ماشاء اللہ نہیں ہے ہم یہ

چاہتے ہیں کہ یہ ادارے قائم ہوں لیکن ماشاء اللہ کے سائے میں اسم الٰہی کے سایہ میں قائم ہوں، علم واسم مل کر چلیں، میں آج صاف کہتا ہوں اگرچہ یہ محدود مجلس ہے اپنے دوستوں ورفقاء کی یہ بات دنیا کے بہت بڑے وسیع ترین اور بلند ترین پلیٹ فارم پر کہنے کی ہے کہ جب تک علم واسم ساتھ نہیں ہوں گے اس کا پھر جوڑ نہیں ہو گا اس کا رشتہ علم واسم کے سایہ میں نہیں ہو گا اس وقت دنیا تخریب کی طرف جائے گی، اور ہلاکت کی طرف جائے گی، اور خود کشی کرے گی، اور وہ امن وامان رفاہ عام اور وہ باہمی اعتماد تعاون نیک کاموں میں دوسرے کا ساتھ دینا، یہ بات حاصل نہیں ہو گی ، خدا کا شکر ادا کرتا ہوں اور آپ کے سامنے اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ الحمدللہ یہ ادارہ اسی بنیاد پر قائم ہے، مجھے امید ہے کہ اسی بنیاد پر قائم رہے گا یہ دین کے سائے میں دینی مقاصد کے سائے میں اور انسانی ہمدردی کے سائے میں اور اللہ تعالی نے مسلمانوں پر جو ذمہ داری ڈالی ہے جس منصب سے انھیں سرفراز کیا ہے اس کے شعور واحساس کے ساتھ یہ ادارہ چلے گا اور ایسے اداروں کی آج ضرورت ہے میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ایسے ادروں کا قیام جا بجا ہو اور وہ ترقی کریں اور مسلمان صرف صنعتی ادارے ہی نہیں بلکہ جیسے کہ ہمارے فاضل دوستوں نے کہا

کہ یہ دانش گاہوں اور یونیورسٹیوں سے لیکر پرائمری اسکولوں تک بلکہ ابتدائی مکاتب تک اسم الٰہی ضرور موجود ہو۔ اور اسم الٰہی کی روشنی میں اور اسم الٰہی کی رہنمائی ہو، اسم الٰہی کا ادب ہو، اسم الٰہی کا احترام ہی نہیں بلکہ اس کے سائے میں اس کی رہنمائی حاصل کر کے کام ہو، اس کے نہ ہونے ہی سے تمام علوم کے ترقی کرنے اور پھیلنے کے باوجود دنیا کو وہ امن وسکون نہیں حاصل ہو رہا ہے اور ان علوم سے وہ منافع نہیں حاصل ہو رہے ہیں جو ہونے چاہیئے تھے۔ اس لیے کہ ان کا رشتہ مذہب سے ٹوٹا ہوا ہے، بس میں اس پر ختم کرتا ہوں اور جو آپ نے اعزاز بخشا اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ اس ادارہ کو قائم و دائم رکھے اور ترقی عطا فرمائے۔

بشکریہ پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ

۲۵ اپریل ۱۹۹۵ء